ملتِ اسلامیہ کو
شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
کی ضرورت کیوں؟

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

مشمولات

- معاشرے کی پہلی بنیادی ضرورت......تعلیم:
  - بحیثیت متعلم
  - علم اور سلوک ساتھ ساتھ:
  - اساتذہ سے دلی عقیدت:
  - استاد کے والد کی خدمت:
  - استاد کا ادب:
  - استاد کی اہلیہ کا ادب:
  - استاد کی اولاد کا ادب:
  - بحیثیت معلم
  - زمانہ تدریس اور معمولات کی پابندی:
  - حلقہ درس کی ایک جھلک:
  - زمانہ تدریس اور خانقاہ حاضری کا معمول:
- معاشرے کی دوسری بنیادی ضرورت......جہالت کا خاتمہ:
  - بحیثیت مصنف
  - شیخ الہند رحمہ اللہ کی تصانیف:
- معاشرے کی تیسری بنیادی ضرورت......آزادی:

- بحیثیت قائد:
- اسارتِ شیخ الہند:
- زمانہ اسارت میں سختیوں کی ایک جھلک:
- بحیثیت زاہد:
- شیخ الہند کا ذوقِ عبادت:
- زمانہ اسارت میں معمولات کی ایک جھلک:
- شیخ الہند کا منہج:
- مصنف مصباح الادلہ قادیانی بن گیا:
- بحیثیت مردم ساز:
- شیخ الہند کا طرہ امتیاز......افراد سازی:
- شیخ الہند کے تلامذہ کی دینی، ملی، سماجی وسیاسی خدمات کا وسیع دائرہ:
- بحیثیت مدبر:
- شیخ الہند کی نگاہ میں مسلمانوں کی تباہی کی دو بنیادی وجوہات:
- غلط فہمی کا ازالہ:
- دیوبندیت کا معیار:
- وفات حسرت آیات:
- حاصل کلام:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسے عظیم لوگوں سے کبھی بانجھ نہیں فرمایا جو اِصلاح معاشرہ میں اپنا کلیدی کردار ادا کر کے بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے نمونہ بن جاتے ہیں۔ انہی مبارک ہستیوں میں ایک روشن نام حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1339ھ) کا ہے۔ آج کے معاشرے کو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی ضرورت کیوں ہے؟ یہ مضمون اسی سوال کا مدلل جواب ہے۔

معاشرے کی پہلی بنیادی ضرورت...... تعلیم

کسی بھی معاشرے کی ترقی میں تعلیم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں آج تک جتنی قوموں نے ترقی کی ہے وہ اسی تعلیم کے سبب کی ہے لیکن جب تعلیم اغیار کی غلامی کی علامت بن جائے تو ایسے وقت میں کسی مرد حر کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں فرنگیوں نے اپنی زبان کے بہانے اپنا کلچر اور اپنی تہذیب کو تھوپنے کی کوشش کی تو دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب کے لیے متحدہ برصغیر میں دیوبند کے مقام پر مسجد چھتہ کے نیچے 15 محرم 1283ھ بمطابق 31 مئی 1866ء کو ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی گئی جس کا بنیادی مقصد عالم اسلام کو ان کے دینی اقدار، تہذیب اور تعلیم سے واقف کرانا تھا۔ اس مدرسہ کا سب سے پہلا طالب علم محمود حسن جو بعد میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کے نام سے معروف ہوا۔

اسی مدرسے کی بدولت لارڈ میکالے فرنگی کے نظامِ تعلیم کو شکست دی گئی اور متحدہ برصغیر میں اسلامی تہذیب و اقدار کی راہ ہموار کی گئی اوراس میں بنیادی کردار ادا کرنے والوں میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا نام ان کے اساتذہ کے بعد سب سے روشن نظر آتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ دیوبند کے ایک عظیم سپوت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کے شاگردوں نے پورے عالم میں اپنا علمی، عملی، سیاسی اور سماجی اثرورسوخ قائم کردیا۔

1......بحیثیت متعلم:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1339ھ) کے زمانہ طالب علمی کا مختصر تذکرہ اس لیے ضروری ہے کہ آج کے ہماری طلباء برادری کو یہ معلوم ہوسکے کہ انسان کو "شیخ الہند" کے مقام تک پہنچنے کے لیے کتنی اور کیسی محنت درکار ہوتی ہے؟ اس حوالے سے چند باتیں پیش خدمت ہیں:

علم اور سلوک ساتھ ساتھ:

محدث دارالعلوم دیوبند مولانا اصغر حسین رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1364ھ) ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

حضرت (شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ) ایامِ طالب علمی ہی سے قیام اللیل کے پابند تھے۔ دن کو تعلیم و تعلم کا شغل رہتا تھا۔ رات کو اوراد و اذکار اور معمولات مشائخ کے بعد نوافل اور ذکر اللہ میں مصروف ہوجاتے۔

(حیاتِ شیخ الہند)

مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

صلوٰۃ اللیل سے تو گویا آپ کو عشق تھا جب دیکھا کہ سب سو چکے ہیں چپکے سے اٹھے اور (نفل) نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے اور طویل طویل رکوع و قیام میں پوری پوری رات گزارتے۔

(تذکرۂ شیخ الہند)

اساتذہ سے دلی عقیدت:

ایک دینی مزاج رکھنے والے طالب علم اور استاد کے مابین محبت و عقیدت کا تعلق ہوتا ہے یہی وہ راستہ ہے جو کمال کی انتہاء تک لے جاتا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کے عقیدت مند اور حد درجہ ان کے فرمانبردار تو تھے ہی اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے خاندان کا بھی دل و جان سے احترام فرماتے تھے۔

استاد کا ادب:

مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو بخار تھا، زمانہ برسات کا تھا، آنا دیوبند تھا۔ شیخ الہند رحمہ اللہ نے اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کو گھوڑے پر سوار کیا، ایک ہاتھ سے اس کی لگام پکڑی اور ایک ہاتھ سے رکاب کے قریب ہو کر حضرت کی کمر کو سہارا دیا اور اسی طرح 22 میل کا راستہ پیدل طے کیا۔

(تذکرۂ مشائخ دیوبند)

استاد کے والد کی خدمت:

دارالعلوم دیوبند کے منصب اہتمام پر تقریباً چالیس سال تک اپنے

فرائض کو بخوبی انجام دینے والے اور دنیا بھر میں دیوبند کو متعارف کرانے والے حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ (1403ھ) فرماتے ہیں:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1297ھ) کے والد شیخ اسد علی مرحوم مرض الوفات میں شدید دستوں (کی بیماری) میں مبتلا تھے، دیوبند لائے گئے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے گھر قیام تھا۔ ایک دفعہ دست (پاخانہ) چارپائی پر خطا ہو گیا۔ اس وقت حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بھی وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی نجاست اٹھانے کے واسطے کوئی ظرف (برتن) تھا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے بے تکلف ساری نجاست اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اسے باہر پھینکا۔ اسی اثناء میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تشریف لائے دور سے دیکھا کہ ہاتھ نجاست سے لبریز ہیں اور وہ مواد بار بار پھینکنے جاتے ہیں تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بڑے متاثر ہوئے اور وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور عرض کیا کہ خداوندا! محمود کے ہاتھوں کی لاج رکھ لے اور اس خاص وقت میں جو جو بھی اپنے اس محبوب تلمیذ کے لیے مانگ سکتے تھے ہاتھ اٹھائے ہوئے مانگتے رہے۔

(پچاس مثالی شخصیات، مشمولہ مجموعہ رسائل حکیم الاسلام)

استاد کی اہلیہ کا ادب:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1402ھ) فرماتے ہیں:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ باوجود اس کے کہ اپنے استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور آپ کے گھرانے کی بہت زیادہ خدمت کیا کرتے لیکن اس خدمت کو کافی نہیں سمجھتے اور اس بات پر ہمیشہ خود کو نادم سمجھتے رہے کہ انہوں نے اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے احسانات کا حق ادا نہیں کیا چنانچہ

سفر حجاز کے لیے روانہ ہوتے وقت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے گھر حاضر ہوئے مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ کی خدمت میں عرض کیا: اماں جی! آپ کی کوئی خدمت نہیں کی، بہت شرمندہ ہوں اب سفر میں جارہا ہوں ذرا اپنا جوتا دے دیجئے انہوں نے پسِ پردہ جوتا آگے بڑھادیا حضرت نے اسے سر پر رکھا اور روتے رہے کہ میری کوتاہیوں کو معاف فرمادیجیے۔

(آپ بیتی از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمہ اللہ)

استاد کی اولاد کا ادب:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1297ھ) کے صاحبزادے حافظ محمد احمد نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1347ھ) حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے باوجودیکہ شاگرد تھے لیکن استاد زادہ ہونے کی حیثیت سے ان کا بے حد احترام فرماتے تھے۔

حکیم الاسلام رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1403ھ) فرماتے ہیں:

یہ معمول کی بات تھی کہ جب حافظ احمد صاحب حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے گھر تشریف لاتے جبکہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ صحن میں اپنی چارپائی پر تشریف فرما ہوتے تو دور سے حافظ صاحب کو آتا دیکھ کر کھڑے ہوجاتے اور ان کے لیے کرسی منگوا کر اپنے سراہنے رکھ کر انہیں اس پر بٹھاتے اور پھر خود چارپائی پر تشریف فرما ہوتے۔

(پچاس مثالی شخصیات، مشمولہ مجموعہ رسائل حکیم الاسلام)

2......بحیثیت معلم:

تعلیم کے حصول کے بعد تعلیم کے فروغ کا مرحلہ آتا ہے یہ مرحلہ

حصول تعلیم سے بھی زائد ذمہ داریوں کا حامل ہوتا ہے۔ ایک ذمہ دار استاد اپنے شاگردوں میں وہ تمام جواہر اور صلاحیتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کی خود طلباء اور معاشرے کو ضرورت ہوتی ہے۔

ہم دیکھتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بطور خاص دو اشخاص ایسے گزرے ہیں جنہوں نے افراد سازی کا ایسا کام کیا ہے کہ امت مرحومہ کی گردن پر ان کا احسان رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ ان میں ایک نام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (150ھ) کا ہے اور دوسرا نام شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے اپنے لائق شاگردوں کی ایک ایسی کھیپ میدان میں اتاری ہے جس نے شرق و غرب کو سمیٹ کر رکھ دیا۔

زمانہ تدریس اور معمولات کی پابندی:

مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

طالب علمی کی زندگی کے بعد متصلاً ہی معلمانہ زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے یہ زندگی بھی آپ کی مکمل ترین زندگی ہے۔ دن میں دس دس، گیارہ گیارہ گھنٹے درس کے بعد سلوک و تصوف کے تمام اشغال نہایت پابندی سے ادا کرتے تھے۔ صلوٰۃ باجماعت کا تو اس قدر اہتمام تھا کہ تکبیر اولیٰ تک فوت نہ ہوتی۔ غرض کہ پورا دن اسی مشغولیت میں صرف ہوتا۔ مہمانوں کی کثرت، ان کی دیکھ بھال اور خدمت، بال بچوں کی تربیت اور اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی غرض کہ کوئی سی مشغولیت بھی آپ کو صلوٰۃ باجماعت، اداءِ اوراد و وظائف و قیام اللیل سے مانع نہ ہوتی تھی۔

(تذکرہ مشائخ دیوبند)

حلقہ درس کی ایک جھلک:

حافظ عبد الرشید ارشد رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

حلقہ درس دیکھ کر سلف صالحین و اکابر محدثین کے حلقہ حدیث کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا۔ قرآن و حدیث حضرت کو ازبر تھے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب زبان پر۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین، فقہاء مجتہدین رحمہم اللہ کے اقوال محفوظ۔ تقریر میں نہ گردن کی رگیں پھولتی تھیں نہ منہ میں کف آتا تھا۔ نہ مغلق الفاظ سے تقریر کو ادق اور بھدی بناتے تھے نہایت سبک اور سہل الفاظ بامحاورہ اردو میں اس روانی اور تسلسل کے تقریر فرماتے کہ معلوم ہوتا تھا دریا امنڈ رہا ہے...... مسندِ درس پر تقریر کے وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک شیر خدا ہے جو قوت و شوکت کے ساتھ حق کا اعلان کر رہا ہے۔

(بیس بڑے مسلمان)

زمانہ تدریس اور خانقاہ حاضری کا معمول:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کا ابتداء سے اصلاح اور بیعت کا تعلق اپنے استاد مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1297ھ) سے رہا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1322ھ) سے اصلاحی نسبت قائم فرمائی۔

حکیم الاسلام رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1403ھ) ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی عادت یہ تھی کہ ہر جمعرات کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس حاضری کے لیے گنگوہ کا پیدل سفر کرتے تھے۔ جمعرات کو چھٹی کا گھنٹہ بجتا، اسی وقت سبق سے

اٹھ کر گنگوہ کا راستہ لیتے۔ گنگوہ دیوبند سے 30 میل (تقریباً 49 کلو میٹر) ہے۔ حضرت اذانِ عصر پر چلتے اور عشاء گنگوہ میں پڑھ لیتے تھے۔ جمعے کا پورا دن حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں گزار کر اذان عصر کے قریب گنگوہ سے واپس ہوتے اور عشاء دیوبند میں پڑھ لیتے تھے۔ برسہا برس یہ معمول رہا، سردی ہو یا گرمی یہ معمول قضاء نہ ہوتا تھا۔

(پچاس مثالی شخصیات، مشمولہ مجموعہ رسائل حکیم الاسلام)

معاشرے کی دوسری بنیادی ضرورت......جہالت کا خاتمہ:

جہالت ایک زہر ہے اور اس کا تریاق علم ہے۔کتابیں علم کے خزانے کے لیے محفوظ صندوق کی مثل ہیں۔کتابیں ذریعہ علم اور ذخیرہ آگہی ہیں، سب سے بہترین مصروفیت ہیں۔حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) نے پناہ تدریسی اور تحریکی مصروفیات کے باوجود کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔

شیخ الہند رحمہ اللہ کی تصانیف:

کتاب	فن
ترجمہ قرآن کریم مع فوائد موضح القرآن	ترجمہ و تفسیر وحواشی قرآن
تصحیح ابی داؤد	حدیث مبارک
الابواب والتراجم *	حدیث مبارک
جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل	عقائد وکلام
مکاتیب وفتاویٰ	فقہ واحکام
ادلہ کاملہ	تردید غیر مقلدیت
ایضاح الادلہ	تردید غیر مقلدیت
احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ	تردید غیر مقلدیت
حاشیہ مختصر المعانی	علم بیان، بدیع اور بلاغت
کلیات شیخ الہند	شعر وادب

* **مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ:1364ھ) فرماتے ہیں:**

نظر بندی مالٹا میں ترقی درجات و رفعت مقامات کے ساتھ وحی الٰہی کا

ترجمہ ختم کرتے ہوئے علوم قرآن پر مزید غور کرنے سے مناسبت بالا احادیث کو اضعاف مضاعف ترقی ہوئی اور علوم بخاری گویا منکشف ہو کر ایک داعیہ غیبی بخاری شریف کے متعلق کسی تحریر کا محرک ہوا اور حضرت تراجم بخاری کے متعلق متفرق اوقات میں بطرز یادداشت کچھ تحریر فرمانے کا ارادہ کیا اور ایسے زمانہ میں کہ آپ کے پاس بخاری شریف کا صرف ایک مصری نسخہ بلا حاشیہ و بین السطور موجود تھا۔

حسب معمول سلیس اردو میں اپنی تحقیق اور بہترین مناسبت بالا ابواب تحریر فرمانی شروع کی اور جس قدر تحریر فرمانا مد نظر تھا ابھی اس قدر لکھنے کی نوبت نہ آئی تھی بلکہ ابتدائی 67 (سرسٹھ) ابواب کے متعلق لکھا گیا تھا کہ قید فرنگ سے رہائی ہوئی اور ہندوستان پہنچ کر کچھ ایام کثرت زائرین و مہمانان میں اور کچھ ضروری سفر میں اور باقی تکالیف و مرض میں گزر کر صرف پانچ ہی ماہ کے بعد وفات ہو جانے سے یہ عظیم الفوائد تحریر نامکمل رہ گئی۔

حضرت کی یہ آخری تصنیف اسی ناتمام حالت میں مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی حسن سعی سے بصورت رسالہ مرتب ہوئی اور مولانا عزیز گل صاحب کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہو گئی۔

(حیاتِ شیخ الہند)

معاشرے کی تیسری بنیادی ضرورت...... آزادی:

ہر ترقی یافتہ معاشرے میں آزادی اور حریت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے اس میدان میں جو کردار ادا کیا ہے اس کی بدولت متحدہ برصغیر (ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش) کے ساتھ ساتھ حجازِ مقدس، افغانستان اور ترکی جیسے ممالک میں اہل اسلام نہ صرف محفوظ بلکہ مستحکم بھی ہیں۔ اس کے لیے آپ نے اپنے رفقاء کار کے ہمراہ جن تحریکی مراحل کو عبور کیا وہ تفصیل طلب ہیں ۔ اس کے لیے قید و بند کی صعوبتیں ، سزائیں اور ظلم و تشدد کی جو مشکلات پیش آئیں ان کو مضبوط اعصاب کے ذریعے صبر و تحمل سے برداشت کرنا، سہنا اور اپنے مشن کو مسلسل آگے بڑھانا صرف شیخ الہند رحمہ اللہ ہی کا خاصا ہے۔

اسارتِ شیخ الہند:

تحریک آزادی برصغیر کی قیادت کے جرم میں آپ کو گرفتار کر کے مالٹا نامی جزیرے میں قید کر دیا گیا۔ اس میں آپ پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے لیکن ظلم کے ان پہاڑوں کے سامنے آپ کی استقامت کی ہمالیہ ہمیشہ بلند رہی۔ قید خانہ نہ آپ کی ہمت میں کچھ کمی لا سکا، نہ عزم و ارادے کو متزلزل کر سکا، نہ مشن سے پیچھے ہٹا سکا اور نہ ہی آپ کے معمولات میں رکاوٹ بن سکا۔

زمانہ اسارت میں سختیوں کی ایک جھلک:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی وفات کے بعد غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ پر زخموں کے بڑے بڑے نشان ہیں۔ اس نے رشتہ داروں سے

پوچھا انہوں نے گھر والوں سے پوچھا لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ سب حیران تھے۔ اہلِ خانہ سے بھی اس بات کو چھپائے رکھا۔ آخر یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اس وقت کلکتہ گئے ہوئے تھے۔ ان کو شیخ الہند کی وفات کا پتہ چلا تو وہاں سے جنازہ میں شرکت کیلئے آئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے' فرمانے لگے۔ یہ ایک راز تھا اور حضرت نے منع فرمایا تھا کہ میری زندگی میں تم نے کسی کو نہیں بتانا۔ اس لئے یہ امانت تھی اور میں بتا نہیں سکتا تھا۔ اب تو حضرت وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا اب تو میں بتا سکتا ہوں۔

وہ فرمانے لگے کہ جب ہم مالٹا میں قید تھے اس وقت حضرت کو اتنی سزا دی جاتی، اتنی سزا دی جاتی کہ جسم پر زخم ہو جاتے تھے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ فرنگی انگارے بچھا دیتے اور حضرت کو اوپر لٹا دیتے تھے۔ جیل کے حکام کہتے کہ محمود! صرف اتنا کہہ دو کہ میں فرنگیوں کا مخالف نہیں ہوں ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت فرماتے کہ نہیں نہیں! میں یہ الفاظ ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ میں اللہ کے دفتر سے نام کٹوا کر تمہارے دفتر میں نام لکھوانا نہیں چاہتا۔

ایک دفعہ حضرت رحمہ اللہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کو اذیت ناک سزا دی گئی ہے۔ ہم حضرت کے ساتھ تین چار شاگرد تھے۔ ہم نے مل کر عرض کیا، حضرت! کچھ مہربانی فرمائیں۔ اب جب حضرت نے دیکھا کہ مل کر بات کی تو ان کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے، فرمانے لگے: حسین احمد! تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ میں ان تکلیفوں میں شکست تسلیم کرلوں؟ یہ ممکن نہیں کیونکہ

❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا جن کو امیہ بن

خلف تپتے ہوئے ریت پر لٹا کر مارتا تھا۔

- ❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا جن کو کفار پکڑ کر اتنا مارتے تھے کہ ان کے ہوش و حواس جاتے رہتے تھے۔
- ❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا جن کو گرم کوئلوں پر چِت لٹایا جاتا تھا
- ❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا جن کو ابو جہل نے برچھی مار کر ہلاک کر دیا تھا
- ❖ میں روحانی بیٹا ہوں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جن کو کوڑے مارے جاتے تھے اگر ایک کوڑا ہاتھی کو مارا جاتا تو وہ بھی بلبلا اٹھتا۔
- ❖ میں روحانی بیٹا ہوں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا کہ جن کو دو سال کے لیے گوالیار کے قلعے میں قید رکھا گیا تھا۔
- ❖ میں روحانی بیٹا ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا جن کے ہاتھوں کو کلائیوں کے قریب سے توڑ کر بے کار کر دیا گیا تھا۔
- ❖ کیا میں ان فرنگیوں کے سامنے شکست تسلیم کر لوں۔ نہیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں مگر دل سے ایمان نہیں نکال سکتے۔

شیخ الہند کا ذوقِ عبادت:

فقیہ الامت مولانا محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1416ھ) ایک مقام پر فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کثرت عبادت کی بنا پر پاؤں ورم کر گئے تو اس پر خوش ہو کر

فرمایا: آج ایک سنت (حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہائے مبارک کثرت قیام کی بنا پر ورم کر جاتے تھے) پر اتباع نصیب ہوا۔

(ملفوظاتِ فقیہ الامت)

زمانہ اسارت میں معمولات کی ایک جھلک:

مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1364ھ) ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

مولانا عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر جاگتے تھے کچھ اپنے اوراد پڑھتے تھے پھر تقاضہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اکثر وضو فرماتے تھے کبھی کچھ دیر کے لیے باتیں کرتے، پھر سو جاتے کیونکہ دس بجے کے بعد حکماً روشنیاں بجھا دی جاتی تھیں۔ الغرض دس بجے سب لوگ سو جاتے تھے۔ مولانا تقریباً

❖ ایک بجے یا ڈیڑھ بجے شب کو اٹھتے تھے۔ دبے پیروں نکل کر دروازے سے باہر تشریف لے جاتے تھے ......وضو فرماتے ...... صبح تک مراقبہ فرماتے، اور ذکر خفی میں مشغول رہتے تھے۔ ہزار دانوں کی تسبیح ہمیشہ سرہانے رکھی رہتی تھی۔

❖ اسم ذات کی کوئی مقدار معین فرما رکھی تھی اس کو ہمیشہ بالالتزام پورا فرماتے تھے۔ مراقبہ کا اس قدر انہماک ہو گیا تھا کہ اکثر حصہ دن رات کا اس میں گزرتا تھا۔

❖ نماز (فجر) باجماعت ادا فرما کر مصلے پر آفتاب کے بلند ہونے تک مراقب رہتے تھے اس کے بعد اشراق کی نماز ادا فرماتے۔

❖ دلائل الخیرات اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ کچھ وقت ترجمہ

قرآن مجید تحریر فرماتے یا اس (ترجمے والے کام) پر نظر ثانی فرماتے۔

- ❖ کبھی اس وقت خط لکھتے یا مولوی وحید احمد کو سبق پڑھاتے۔ قیلولہ فرماتے
- ❖ نماز ظہر کی تیاری فرماتے وضو کے بعد تلاوت قرآن، دلائل الخیرات اور حزب الاعظم وغیرہ میں مشغول ہوتے۔ قرآن کریم کے روزانہ دس پارے تلاوت کرتے۔ نماز ظہر کے بعد جو شاگرد آپ کے ساتھ قید تھے ان کو ترجمہ قرآن وغیرہ پڑھاتے۔
- ❖ نماز عصر کے بعد ذکر خفی لسانی میں مشغول ہو جاتے اور ہزار دانوں والی تسبیح کو چادر کے نیچے چھپا کر ذکر فرماتے۔
- ❖ نماز مغرب کے بعد نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر ذکر اسم ذات میں نماز عشاء تک مصروف رہتے اور عشاء کے بعد پھر وہی معمول۔

(ملخص از حیات شیخ الہند)

شیخ الہند رحمہ اللہ کا منہج

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک طرف تو انگریز بر سر پیکار تھا تو دوسری جانب انگریزوں کے ایماء پر اہل اسلام میں داخلی انتشار کی راہ ہموار کرنے میں کچھ لوگ بھی موجود تھے جو اہل اسلام کو شکوک وشبہات میں ڈال کر ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے خارجی فتنوں کا مقابلہ کرتے وقت داخلی فتنوں کو نظر انداز نہیں کیا۔ غیر مقلدیت کے پیشوا مولانا محمد حسین بٹالوی جو وکیل اہلحدیث کہلاتے تھے انہوں نے اشتہار شائع کیا اور احناف کو چیلنج کیا کہ درج ذیل دس مسائل قرآن اور صحیح حدیث سے ہو ثابت کر دیں۔ بطور تحدی فی آیت اور فی حدیث دس روپے انعام بھی رکھا۔

1. نماز میں رفع الیدین نہ کرنا
2. نماز میں آمین آہستہ کہنا
3. نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا
4. نماز میں مقتدی کا قراءت نہ کرنا
5. ائمہ اربعہ کی تقلید کا واجب ہونا
6. ظہر کا وقت مثلین کے آخر تک رہنا
7. قضا کا ظاہراً اور باطناً نافذ ہونا
8. آبِ کثیرہ کی تحدید دہ در دہ ہونا
9. پیغمبروں اور عام مسلمانوں کا نفس ایمان میں مساوی ہونا
10. محرمات ابدیہ کے ساتھ نکاح کرنے والے کو حد شرعی نہ لگانا

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے اپنے استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی اجازت سے اس اشتہار کا مدلل جواب لکھا جس کا نام ”اِدّلۂِ کاملہ“ رکھا۔ مولانا بٹالوی نے کافی عرصہ تک خود اس کا جواب نہ دیا ہاں محمد احسن امروہی غیر مقلد نے اس کا جواب ”مصباح الادّلہ“ کے نام سے لکھا۔ جس میں ”اِدّلۂِ کاملہ“ کا جواب دینے کے بجائے لعن طعن اور بازاری زبان استعمال کی گئی۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے ”مصباح الادّلہ“ کا جواب ”ایضاح الادّلہ“ کے نام سے دیا۔

ایضاح الادلہ میں مصنف مصباح الادلہ محمد احسن امروہی کے بارے میں فرمایا:

”تکفیر مومنین میں معتزلہ اور خوارج کے شاگرد ہیں اور یہ امور گو یقیناً سخت خوفناک ہیں اور سبب خذلان و ہلاک ہیں“

مصنف مصباح الادلہ قادیانی بن گیا:

جو شخص اللہ کے ولی کے ساتھ دشمنی رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ فرماتے ہیں اور جنگ میں دشمن کی سب سے قیمتی چیز ختم کی جاتی ہے۔ محمد احسن امروہی نے جب شیخ الہند رحمہ اللہ اور احناف کے دیگر اکابرین بالخصوص حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 150ھ) پر زبان طعن دراز کی اور ان کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت کی۔ اللہ کی ایسی گرفت آئی کہ یہ شخص مرتد ہو کر قادیانی بن گیا۔ خدا کی پھٹکار دیکھیے جو شخص امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ جیسے فقیہ اور مجتہد کو لائق اقتداء نہیں سمجھتا تھا وہی مرزا غلام احمد قادیانی جیسے ملعون، دجال اور کذاب کو لائقِ اتباع ماننے لگا۔

شیخ الہند کا طرہ امتیاز......افراد سازی

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے رسمی تدریس سے کام نہیں لیا بلکہ آپ کی تدریس میں علمی، عملی اور اخلاقی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ تحریکی اور انقلابی پہلو بھی تھا۔ آپ معاشرے کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر میدان میں اپنے شاگردوں کا اتارا جنہوں نے ان محاذوں پر نہ صرف یہ کہ کام کیا بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ ایک صدی بیت گئی، حالات زمانہ نے بہت انگرائیاں لیں، اس کے باوجود بھی آج بھی دنیا ان کی پالیسیوں پر چل کر مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اور ان شاء اللہ بڑھتی ہی رہے گی۔ ذیل میں آپ کے چند تلامذہ کے نام اور جن میدانوں میں ان کی نمایاں خدمات ہیں۔

نام	سنِ وفات	امتیازی اوصاف
امام العصر مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	1352ھ	علم کلام، تردیدِ کفر وارتداد
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	1362ھ	تصنیف، تصوف اور سیاست
امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ	1363ھ	اسلامی سیاست
بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ	1363ھ	دعوت وتبلیغ
عارف باللہ مولانا سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ	1364ھ	تصنیف، تصوف اور تدریس
شارح صحیح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	1369ھ	علم تفسیر وحدیث، سیاست
مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	1372ھ	علم فقہ
شیخ الادب مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	1374ھ	علم حدیث، ادب وبلاغت
شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	1377ھ	علم حدیث، سیاست، تردید فرقہ باطلہ
امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	1383ھ	علم تفسیر، تصوف وسلوک

مسلمانوں کی تباہی کی دو بنیادی وجوہات

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے مالٹا کی جیل سے رہا ہونے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لائے اور علماء و طلباء کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرمایا تو کہا:

ہم نے مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں اور فرمایا: میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی لحاظ سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔

1: ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا

2: اور دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔

اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے، بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا باتوں کا معنی یہ ہے کہ آپس میں اختلافات کو اچھالا نہ جائے بلکہ برداشت کیا جائے مشترکات اور متفقات پر امت کو اکٹھا کیا جائے اور مختلفات سے بچایا جائے۔ حضرت رحمہ اللہ کے فرمان کا یہ معنی

ہر گز نہیں کہ اگر مسلمانوں کا کوئی فرقہ جو ضال اور مضل ہو مسلمانوں کے عقائد اور نظریات پر حملہ آور ہو اس کو یہ کہہ کر برداشت کرلیا جائے کہ شیخ الہند رحمہ اللہ نے آپس کے اختلافات سے منع کیا ہے۔ اس لیے کہ شیخ الہند رحمہ اللہ کے مزاج کو صحیح طور پر سمجھنے والے ان کے براہ راست شاگرد ہیں انہوں نے جس طرح کفار کے خلاف قلم اٹھایا ہے اسی طرح مسلمانوں کے گمراہ فرقوں کے خلاف بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً:

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1352ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

- فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب
- نیل الفرقدین فی مسئلۃ رفع الیدین
- بسط الیدین
- خاتمۃ الخطاب فی فاتحۃ الکتاب

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1362ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

- الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد
- الکلام الفرید فی التزام التقلید
- الارشاد الی مسئلۃ الاستمداد
- حفظ الایمان
- تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان
- بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان

❖ رد التوحد فی طلاق ذات التعدد

❖ مفید المومنین فی رد المبتدعین

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1372ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

❖ دلیل الخیرات فی ترک المنکرات

❖ خیر الصلات فی حکم الدعاء للاموات

❖ النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1377ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

❖ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

❖ مودودی دستور کی حقیقت

❖ مکتوبِ ہدایت

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1383ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

❖ اصلی حنفیت

❖ مودودیت سے علماء حق کی ناراضگی کے اسباب

دیوبندیت کا معیار

حضرت شیخ الہند کے شیخ اول اور استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت کے شیخ ثانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، خود شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ اور آپ کے بلاواسطہ تلامذہ مثلاً

- ❖ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1352ھ)
- ❖ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1362ھ)
- ❖ بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1363ھ)
- ❖ شارح صحیح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1369ھ)
- ❖ مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1372ھ)
- ❖ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1377ھ)

ان کے عقائد و نظریات کا نام "دیوبندیت" ہے اور انہی کے طرز عمل کا نام "دیوبندیت کا منہج" ہے۔ جس بات پر یہ حضرات متفق ہوں وہ "دیوبندیت کا اتفاقی مسئلہ" ہے جس بات میں ان کا باہمی اختلاف ہو وہ "دیوبندیت کا اختلافی مسئلہ" ہے۔ ان کے بعد کوئی عالم اگر عقیدہ یا مسئلہ بیان کرے تو دیکھا جائے گا کہ ان حضرات کی متفقہ رائے کے مطابق ہے تو اسے "دیوبندیت کا موقف" کہیں گے اور اگر وہ مسئلہ ان حضرات کی رائے کے خلاف ہو تو وہ "دیوبندیت کے خلاف موقف" کہیں گے۔ ان حضرات سے بعد والے لوگوں کے اختلاف کو "دیوبندیت میں اختلاف" کے عنوان سے نہیں بلکہ "دیوبندیت سے اختلاف" کے عنوان سے تعبیر کریں گے۔

وفات حسرت آیات

بالآخر 18 ربیع الاول 1339ھ مطابق 30/ نومبر 1920ء بروز منگل مرض میں شدت ہوئی، آپ رحمہ اللہ پر موت کے اثرات شروع ہو گئے۔ آپ کے شاگرد خاص حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی نے سورۂ یٰس شروع کی مگر وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ پائے رو بھی رہے تھے لیکن ادب کی وجہ سے آواز بھی اونچی نہیں کرتے تھے۔ اس لئے حافظ محمد الیاس نے سورۂ یٰس پڑھنی شروع کی ابھی سورۃ ختم نہیں ہوئی تھی کہ حضرت نے خود بخود حرکت کر کے اپنا بدن سیدھا کیا، ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر سیدھی کیں اور آٹھ بجے جب سورۃ ختم ہونے کے قریب تھی آپ نے آنکھ کھولی اور زبان کو حرکت دی اور سورۃ یٰس کے آخری لفظ ترجعون کی آواز سن کر تین مرتبہ اللہ اللہ کہا اور ......عالم اسلام کی آنکھیں کھول کر......ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

حاصل کلام

اگر آپ ابھی طالب علم ہیں تو آیئے شیخ الہند کے زمانہ طالب علمی جیسے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔یعنی:

1: اساتذہ سے محبت اور ان کا ادب

2: علم پر عمل

3: اسباق کی پابندی

4: راتوں کی عبادت

5: دعاؤں کا اہتمام

اگر آپ استاد ہیں تو آیئے شیخ الہند کے زمانہ تدریس جیسے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔یعنی:

1: تعلق مع اللہ

2: شیخ سے عقیدت

3: کثرت عبادت

4: کتابوں کی آسان انداز میں تفہیم

5: افراد سازی

اگر آپ مبلغ اور داعی ہیں تو آیئے شیخ الہند کے جیسے داعیانہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔یعنی:

1: اکابر پر اعتماد

2: تصنیف و تالیف

3: احقاق حق ابطال باطل

4: علمی فتنوں کی سرکوبی

5: فرقہ واریت کا خاتمہ

اگر آپ قائد ہیں تو آیئے شیخ الہند جیسے قائدانہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔یعنی:

1: قوتِ برداشت

2: ثابت قدمی

3: تحریکی سرگرمیوں میں اہل اسلام اور اہل وطن کی خیر خواہی

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کے منہج کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

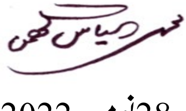

سوموار،28نومبر،2022

ماخذ و مراجع

- نقشِ حیات، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
- اسیر مالٹا، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
- اسیر انِ مالٹا، مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ
- حیاتِ شیخ الہند، مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ
- تذکرۂ شیخ الہند، مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ
- تذکرہ مشائخ دیوبند، مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ
- ملفوظاتِ فقیہ الامت، مولانا محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
- آپ بیتی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمہ اللہ
- پچاس مثالی شخصیات، مجموعہ رسائل از قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ
- بیس بڑے مسلمان، عبد الرشید ارشد رحمہ اللہ
- مقالاتِ رحمانی، افادات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ
- فکرِ انقلاب (اشاعت خاص: شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ)، آل انڈیا تنظیم علماء حق